جناب حافظ صلاح الدین یوسف
قسط (۲)

زکوٰۃ ـــــــ فضائل و مسائل

قرآن شریف کی یہ آیت بھی انہی لوگوں کی وعید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے مال و دولت میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے :

"وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ" (التوبۃ: ۳۴-۳۵)

یعنی "جو لوگ سونا چاندی بطورِ خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے۔ جس دن کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے اُن کے ماتھے اُن کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے تمہاری وہ دولت جسے تم نے جوڑ کر رکھا تھا، پس تم اپنی اس دولت اندوزی کا آج مزا چکھو۔"

لیکن اس وعید سے وہ لوگ خارج ہیں جو اپنے مال میں سے زکوٰۃ نکالتے اور صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی صاف وضاحت آئی ہے۔

۵۔ ترکِ زکوٰۃ کی دنیاوی سزا

اس اُخروی عقوبت کے علاوہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اس قوم کو، جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعراض کرتی ہے، امساکِ باراں اور قحط سالی ایسے ابتلاء سے دوچار کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكٰوةَ اِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللّٰهُ بِالسِّنِيْنَ" رواہ الطبرانی

فی الاوسط ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد ج ۳، ص ۶۵، ۶۶، عن بریدۃ رضؓ)

"جو قوم زکوٰۃ سے انکار کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

"وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوا۔ الحدیث!" رواہ ابن ماجہ (۴۰۱۹) وابو نعیم فی الحلیۃ (ج ۸، ص ۳۳۳)

حسنہ الالبانی فی الاحادیث الصحیحہ (رقم ۱۰۶، ج ۲ ص ۷ - ۸)

یعنی "جو لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ بارانِ رحمت سے محروم کر دیے جاتے ہیں۔ اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔"

"عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قالت سَمِعْتُ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یقول مَا خَالَطَتِ الزَّكَاةُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ۔" رواہ الشافعی (کتاب الام ج ۲ ص ۵۰) واخرجہ ایضاً البیہقی فی السنن (ج ۴، ص ۱۵۹) والبخاری فی تاریخہ الکبیر (ج ۱، ص ۱۸۰) الحمیدی فی سننہ (ج ۱، ص ۱۱۵) کذا فی المشکوٰۃ۔

یعنی "مالِ زکوٰۃ جب کسی مال میں مخلوط ہوگا تو وہ اس کو بھی تباہ کر ڈالے گا۔"

اس کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مال دار آدمی، جو مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہے، وہ زکوٰۃ کی رقم لے کر اپنے مال میں ملا لیتا ہے تو یہ زکوٰۃ کا مال اُس کے دوسرے مال کی بھی تباہی کا باعث ہوگا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ ہی نہ نکالی جائے اور زکوٰۃ کا حصّہ بھی مال میں شامل رہے، تو ایسا مال بھی تباہ ہو جائے گا۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ تباہی چوری یا آگ لگ جانے، کاروباری نقصان یا کسی حادثے کی صورت میں ہی ظاہر ہو — ہلاکت کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس مال سے برکت اٹھالی جائے اور ظاہری طور پر مال و دولت میں اضافے کے باوجود اس کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہو، جس کا مشاہدہ آج کل عام کیا جا سکتا ہے۔ یا اس قسم کے مال کے استعمال سے دل پر غفلت کے پردے پڑتے جائیں، دنیاوی معاملات سے دلچسپی بڑھتی جائے اور فکرِ آخرت دھندلا جائے — جس کے نتیجے میں دینی فرائض میں سستی اور اخلاق میں گراوٹ پیدا ہوتی چلی جائے — یہ بھی ہلاکت کی معنوی صورتیں ہیں۔

۶۔ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات

یہ بات بھی یہاں ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام کا مطالبہ صرف زکوٰۃ پر ہی نہیں ختم ہو جاتا، بلکہ صاحبِ استطاعت کو ہر ضرورت کے موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ قرآنِ مجید نے اسی لیے متعدد مقامات پر "زکوٰۃ" کی بجائے "انفاق" کا لفظ استعمال کیا ہے، جو عام ہے اور زکوٰۃ اور دیگر صدقات دونوں کو محیط ہے۔ "مُتّقین" کی صفات میں بتایا گیا ہے:

"وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝" (البقرۃ : ۴)

"وہ ہمارے دیے ہوئے مال میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں" نیز فرمایا:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ — الاٰیۃ" (البقرۃ: ۲۶۷)

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو" وغیرہا من الاٰیات!

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

"انّ فی المال لحقًّا سوی الزّکوٰۃ ثُمّ تلا "لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ — الاٰیۃ" (رواہ الترمذی و ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ)

"بلاشبہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ دیگر حق بھی ہے۔ پھر آپؐ نے آیت "لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ — الخ" تلاوت فرمائی"

دوسرے پارہ کی اس آیت کے، موضوع سے متعلق، باقی الفاظ یوں ہیں:

"لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ — الاٰیۃ" (البقرۃ: ۱۷۷)

"نیکی یہی نہیں ہے کہ اپنے رخ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو۔ اصل نیکی کی راہ یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر، یومِ آخرت پر، ملائکہ پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔ اور مال کی محبت کے باوجود اس مال کو قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور غلاموں کو آزاد کرانے پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے یہ استشہاد فرمایا کہ "اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ" کے بعد "وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ" مومنین کی ایک الگ صفت بتلائی گئی ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مومن زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہر موقع پہ بوقتِ ضرورت خرچ کرتا رہتا ہے اور وہ کسی موقع پہ بھی انفاق سے ہاتھ نہیں کھینچتا۔ الغرض صاحبِ استطاعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد یہ سمجھ کر کہ ہیں نے فرض ادا کر دیا ہے، مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جانا چاہیے۔ بلکہ ہر ضرورت کے موقع پہ "اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْكَ" (جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پہ احسان کیا ہے، اسی طرح تم بھی مخلوقِ خدا پہ احسان کرتے رہو) پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

۷۔ اہلِ قرابت صدقات کے اوّلین مستحق ہیں

زکوٰۃ و صدقات کے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کے اولین مستحق آدمی کے درجہ بدرجہ اپنے قرابت دار ہیں۔ قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی، جس میں غریب و بے سہارا افراد کی اعانت و دست گیری شامل ہے، حقوق العباد میں دوسرے نمبر پہ ہے۔ سب سے پہلے آدمی کے والدین ہیں اور دوسرے نمبر پہ اس کے دیگر قریب ترین رشتہ دار ا۔ اگر انسان کے پاس اہلِ خانہ اور والدین کی کفالت کے بعد کچھ مال بچ رہے تو اسے درجہ بدرجہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں پہ خرچ کرنا چاہیے۔ اسے شریعت میں صلہ رحمی کہتے ہیں۔ اس صلہ رحمی سے دوگنا اجر ملے گا، ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقے کا۔ اس سلسلے میں بھی چند حدیثیں ملاحظہ فرمالی جائیں:

"اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ اِثْنَتَانِ، صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ۔" (رواہ احمد والترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ)

"مسکین پر صدقہ صرف ایک نیکی (صدقہ) ہے۔ لیکن قرابت مند پر یہ دو چیزیں ہیں، ایک صدقہ دوسرا صلہ رحمی۔"

"دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِيْ رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ۔" (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

"وہ دینار جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اور وہ دینار جو گردن آزاد کرانے میں

صرف کیا جائے اور وہ دینار جو کسی مسکین پر صدقہ کیا جائے اور وہ دینار جو اپنے گھر والوں پر خرچ کیا جائے، ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے لحاظ سے وہ دینار ہے جو آدمی اپنے اہلِ خانہ پر خرچ کرے۔"

"جَاءَ رَجُلٌ" الی النبیّ صلیّ اللہ علیہ وسلم فقال عندی دینار قال انفقه علیٰ نفسك قال عندی اٰخر قال انفقه علیٰ ولدك قال عندی اٰخر قال انفقه علیٰ اھلك قال عندی اٰخر قال انفقه علیٰ خادمك قال عندی اٰخر قال انت اعلم (رواہ ابوداؤد والنّسائی بحوالہ مشکوٰۃ)

"ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "میرے پاس ایک دینار ہے۔" آپؐ نے فرمایا" اسے اپنے نفس پر خرچ کر۔" اس نے کہا "میرے پاس ایک اور ہے۔" آپؐ نے فرمایا" اسے اپنے بچوں (اولاد) پر خرچ کر۔" اس نے کہا" میرے پاس ایک اور دینار ہے۔" فرمایا،" اسے اپنے خادم پر خرچ کر۔" اس نے کہا" میرے پاس ایک اور بھی ہے۔" آپؐ نے فرمایا" (اس کے بعد) پھر تم بہتر جانتے ہو (کہ کون زیادہ قریب اور مستحق ہے)"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عورتوں کو صدقے کی ترغیب دلائی تو اس پر حضرت عبداللہ بن مسعودرض کی بیوی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر پر ہی صدقہ کرنے سے متعلق آنحضرتؐ سے استفسار کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح آپ کو ایک کی بجائے دو اجر ملیں گے۔ ایک صدقہ کا، دوسرا صلہ رحمی کا:

"لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح جب آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔" (تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز فی سبیل اللہ خرچ نہ کرو)۔ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا میرے پاس سب سے زیادہ قیمتی اور محبوب مال بیرحاء کا باغ ہے (خیال رہے کہ مدینہ میں یہ کھجوروں کا سب سے بڑا باغ تھا) اس آیت پر عمل کرتے ہوئے میں اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، آپؐ جہاں مناسب سمجھیں اسے تقسیم کر دیں۔ آپؐ نے اس وقت انہیں یہ مشورہ دیا کہ اسے اپنے ہی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے

یہ اپنے رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا :

"فقسمها ابوطلحة فی اقاربه و بنی عمّه"

پھر اس
صلہ رحمی

۸۔ بدسلوکی کے باوجود اہلِ قرابت سے حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کی تاکید

(رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی) پر عمل صرف اسی صورت پر موقوف نہیں ہے کہ رشتہ داروں سے آپ کے تعلقات صحیح ہوں اور وہ آپ کے لیے خیر خواہانہ جذبات رکھتے ہوں — نہیں، بلکہ اس پر عمل ہر صورت میں ضروری اور فرض ہے۔ کوئی رشتہ دار آپ سے عداوت رکھتا ہے، بدسلوکی کرتا ہے، تعلقات کو صحیح طریقے سے نبھانے کی کوشش نہیں کرتا اور آپ کے برادرانہ جذبات کو آپ کی کمزوری اور ذلّت پر محمول کرتا ہے، تاہم غریب اور مستحق امداد بھی ہے، تو ایسے رشتہ دار کی امداد اور اعانت اس کی تمام تر کوتاہیوں کے باوجود آپ پر فرض ہے۔ محض اُن رشتہ داروں کی کفالت و اعانت، جو آپ سے نیاز مندانہ تعلقات رکھیں، شریعت کی نظر میں صلہ رحمی نہیں۔ بلکہ یہ "هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ" کی ایک صورت ہے — اس سلسلے میں تفصیلات سے قطع نظر یہاں صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں، ان سے مسئلہ بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے :

"عن ابن عمر قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم ليس الواصل بالمكافئ ولكن الواصل الذى اذا قطعت رحمهٗ وصلها"

(رواه البخاری بحواله مشكوٰة)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بدلے میں حسنِ سلوک صلہ رحمی نہیں (کہ وہ تعلق رکھے تو تم بھی رکھو۔ وہ منقطع کرے تو تم بھی ایسا کر لو) اصل صلہ رحمی یہ ہے کہ قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کی جائے۔"

"عَنْ ابى هريرة انّ رجلا قال يارسول الله (صلّى الله عليه وسلم) اِنّ لى قرابة اصلهم ويقطعونى وَاُحسن اليهم ويسيئون الىّ واحلم عنهم ويجهلون علىّ فقال لئن كنت كما قلت فكانما تسفّهم الملّ ولا يزال معك من الله ظهير عليهم مادمت علىٰ ذالك" (رواه مسلم)

"ایک آدمی نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں ـــ مَیں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔ مَیں ان سے حُسنِ سلوک کرتا ہوں، لیکن وہ بدسُلوکی سے پیش آتے ہیں۔ مَیں ان کے معاملات میں بُردباری سے کام لیتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ جہالت پر اُتر آتے ہیں، (اب میں کیا کروں؟) آپؐ نے فرمایا: "تیرا طرزِ عمل اگر فی الواقع ایسا ہی ہے، جیسا تو نے کہا ہے" تو گویا تُو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے (یعنی اس کا نتیجہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے) اور جب تک تیرا طرزِ عمل ایسا رہے گا، تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مددگار حاصل رہے گا۔"

مسائلِ زکوٰۃ

اب ذیل میں مختصراً زکوٰۃ کے ضروری مسائل پیش کیے جاتے ہیں؛
زکوٰۃ حسبِ ذیل چار قسم کے مالوں پر واجب ہے:

(۱) زمین کی پیداوار، غلّہ، اناج اور پھل فروٹ۔
(۲) باہر چرنے والے چوپائے۔ (مویشی)
(۳) سامانِ تجارت۔
(۴) سونا چاندی۔

ان چاروں چیزوں کا علیحدہ علیحدہ نصاب مقرر ہے، اس نصاب سے کم مال پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

زرعی پیداوار کا نصاب اور اس کی ضروری تفصیل

اناج اور غلے کا نصاب پانچ وسق ہے (اس سے کم پیداوار میں زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی) ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، جو پاکستانی حساب سے تقریباً ۲۰ من بنتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کی پیداوار ۲۰ من یا اس سے زائد ہے، تو وہ زکوٰۃ ادا کرے بصُورتِ دیگر نہیں۔

- زکوٰۃ کی ادائیگی فصل کاٹنے کے موقع پر ہوگی۔
- اگر زمین بارانی ہے (یعنی بارش، قدرتی چشموں وغیرہ سے سیراب ہوتی ہے اور

اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا) تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ (عُشر) ادا کیا جائے۔ اگر زمین غیر بارانی ہے (یعنی چاہی یا نہری ہے، جس کی سیرابی پر آبیانہ وغیرہ کی صورت میں اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں، یا ٹیوب ویل کے ذریعے اُسے سیراب کیا جاتا ہے) تو اس سے نصف العشر (بیسواں حصہ) ادا کیا جائے گا (صحیح بخاری، ج ص ۲)

- زکوٰۃ صرف اُس پیداوار سے ادا کی جائے گی جو ذخیرہ کی جا سکتی ہو — جیسے گندم، چاول، مکئی۔ جَو وغیرہ۔ اسی لیے سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں کیوں کہ ان کا زیادہ دیر تک ذخیرہ ممکن نہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

"لَيْسَ فِي الخضراوات زكوة وفي رواية صدقة" (دار قطنی، ترمذی بسندٍ ضعیف بحوالہ فیض القدیر شرح جامع الصغیر۔ ج ۵، ص ۳۷۳)

- امام شوکانی رح فرماتے ہیں کہ "سبزیوں میں زکوٰۃ سے متعلق حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ مقال (گفتگو) ہے، لیکن چونکہ یہ کثرتِ طُرق سے مروی ہے، اس لیے قابلِ احتجاج ہے" (الدراری المضیعہ شرح الدرالبہیہ ج ۲ ص ۱۲)
- کپاس سبزی میں داخل نہیں، اس میں سے عُشر یا نصف العشر ادا کیا جائے۔

(سنن ابی داؤد، باب الخراج)

یہی حکم زیرے اور دھنیے وغیرہ کا ہوگا، کیوں کہ ان کا ذخیرہ ہو سکتا ہے۔

- کماد کے سلسلے میں مولانا حافظ عبداللہ صاحب محدّث روپڑی نے حسب ذیل تفصیل بیان کی ہے:

کماد کھیت میں چارہ کے لیے فروخت کر دیا جائے تو اس پر عُشر نہیں، سبزی کے حکم میں ہے۔ اگر خود چرایا جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ گڑ بنانے کے قابل نہ ہوا ہو۔ اگر کماد (گنّا) گڑ شکر بنانے کے قابل ہو چکا تو اب خواہ فروخت کرے یا خود چرائے، اس پر عُشر پڑ جائے گا۔ اس صورت میں اندازہ لگایا جائے کہ اس سے کتنا گڑ شکر نکلے گا، اسی اندازہ سے عُشر دیا جائے۔ مثلاً اگر گڑ شکر کا اندازہ پانچ وسق (۲۰ من پختہ) ہے تو بیس من کی قیمت کا دسواں یا بیسواں حصہ دیا جائے۔ پونڈا کماد میں یہ شرط نہیں، کیونکہ اس سے اصل مقصد گڑ شکر بنانا نہیں ہوتا، وہ بہر حال سبزی کے حکم میں رہے گا۔ ہاں اگر اس کا کوئی گڑ شکر

بنالے تو پھر عُشر پڑ جائے گا۔ (فتاوٰی اہل حدیث جلد دوم ص ۵۲۸-۵۲۹)

- ٹھیکے والی زمین میں پہلے ٹھیکہ الگ کر لیا جائے، پھر عُشر نکالا جائے۔ اسی طرح مال کا معاملہ بھی الگ کر لیا جائے، البتہ نہر کا معاملہ الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نہری زمین چاہی زمین کے حکم میں ہے، جس میں عُشر (دسواں حصّہ) کی بجائے نصف العشر (بیسواں حصہ) دینے کی رعایت موجود ہے۔ ٹھیکے والی زمین میں مالکِ زمین اپنے حصّے میں سے الگ عُشر ادا کرے۔
- اگر کسی کھیت میں پیداوار غلّے کی مختلف جنس سے ہو، مثلاً گیھوں دس من، باجرہ ۵ من، جَو ۵ من، اس طرح ایک موسم کی مختلف جنسیں مل کر حدِّ نصاب (۲۰ من) کو پہنچ جائیں تو بعض علماء اس صورت میں عُشر کے قائل نہیں۔ تاہم بعض دوسرے محقق علماء ایسی صورت میں عُشر کی ادائیگی کے قائل ہیں۔ کیوں کہ سب میں علّت (طعم) ایک ہی ہے، اس لیے ایک ہی موسم کی مختلف جنسیں ایک ہی فصل کے حکم میں سمجھی جائیں گی۔ (واللہ اعلم بالصواب!)
- اراضی موقوفہ میں عُشر نہیں، کیوں کہ وہ تو پہلے ہی فی سبیل اللہ وقف (صدقہ) ہیں۔

(جاری ہے)

شعر و ادب

جناب فضل انبالوی

غافل انسان

مصروف زندگی سے ہی فرصت کبھی نکال
پھر اپنے گرد و پیش ذرا سی نگاہ ڈال

دنیا کے مخمصوں سے تو فرصت نہیں تجھے
آتا ہے عاقبت کا بھی تجھ کو کبھی خیال؟

قرآن میں کر تو غور و تدبّر اس طرح
واضح ہوں تاکہ تجھ پہ بھی احکام ذوالجلال

علم و عمل سے کر دے خدا تجھ کو بہرہ ور
اس میں ہے تیرا اور نہ میرا کوئی کمال

شکرِ خدا کہ زندگی اچھی بسر ہوئی
اللہ کرم کرے کہ ہو روشن میرا مآل

میں بے ہنر ہوں اور غریب الدیار ہوں
ہو فضل بے نوا کو عنایت کوئی کمال